ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

دورِ حاضر میں حروف کے مسائل اور مقالاتِ سرسید میں حروف کا استعمال

" THE PROBLEMS OF LETTERS IN MODERN TIMES AND THE USE OF LETTERS IN ARTICALS OF SIR SYED''

*سعدیہ عباس
پی ایچ۔ڈی اُردو اسکالر، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور
**ڈاکٹر محمد ارشد اویسی
صدرِ شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور
***ڈاکٹر منزہ منور سلہری
اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ABSTRACT:
Nowadays, where the world has developed in every field, the changes in the language and the new ideas coming in it cannot be ignored. As the world has developed at this time, learning any language has not been a difficult task. Urdu language has also developed a lot with time. A common citizen who is not much interested in Urdu literature and uses Urdu language only for communication is not familiar with the nuances of this language. Common people use many words and letters in Urdu as their own which needs to be corrected. And it is very important to understand the difference between them. Sir Syed is the first person in the history of Urdu who emphasized the importance of the reader along with the writer and creation. If Sir Syed's prose is removed from the history of Urdu literature, then a gap is created without which the development of Urdu language would not have been possible. Becaus' he made Urdu prose simple and smooth by getting rid of similes and metaphors and difficult techniques so that it is not difficult for the reader. Without letters, there is no connection between the sentences and their demands are not clear. Letters have been used a lot in Sir Syed's articles. Since Sir Syed's style of narration is oratorical, so he used more letters to make the prose. Made simple and smooth. He has used "and" the most in adverbs.
***Key words** : Urdu literature , Sir Syed's prose, language, techniques,learning , communication , citizen*

دورِ حاضر میں جہاں دنیا نے ہر شعبے میں ترقی کر لی ہے وہاں زبان میں ہونے والے تبدیلیوں اور اس میں آنے والے نت نئے نظریات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت دنیا نے جتنی ترقی کر لی ہے کوئی بھی زبان سیکھنا کچھ زیادہ مشکل کام نہیں رہا۔ اردو زبان نے بھی وقت کے ساتھ بہت ترقی کی ہے۔ ایک عام شہری جو اردو ادب سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا اور اردو زبان کو صرف ابلاغ کے لیے ہی استعمال کرتا ہے اس زبان کی باریکیوں سے ناواقف ہوتا ہے۔ عوام الناس اردو میں بہت سے الفاظ اور حروف کو اپنے طور استعمال کرتے ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔ اور ان میں موجود اختلاف کو سمجھنا بھی بہت ضروری ہے۔ سرسید اردو کی تاریخ میں پہلی شخصیت ہیں جنھوں نے ادیب اور تخلیق کے ساتھ ساتھ قاری کی اہمیت پر بھی زور دیا۔ اردو ادب کی تاریخ سے اگر سرسید کی نثر کو نکالا جائے تو ایسا خلا بن جاتا ہے جس کے بغیر اردو زبان کی ترقی ممکن نہ تھی۔ کیونکہ انھوں نے ہی اردو نثر کو تشبیہات اور استعارات اور مشکل تراکیب سے نجات دلا کر سادہ اور سلیس بنایا تاکہ قاری کے لیے مشکل نہ ہو۔ حروف ہی الفاظ اور جملوں میں رابطے اور تعلق کے لیے استعمال ہوتے ہیں حروف کے بغیر جملوں میں کوئی ربط نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے مطالب واضح ہوتے ہیں مقالاتِ سرسید میں حروف کا استعمال بہت زیادہ کیا گیا ہے چونکہ سرسید کا اندازِ بیان خطیبانہ ہے تو اس لیے انھوں نے زیادہ سے زیادہ حروف استعمال کر کے نثر کو سادہ اور سلیس بنایا ہے۔ انھوں نے حروفِ عطف میں " اور " کا استعمال سب سے زیادہ کیا ہے۔

چند مسائل:۔

حروف میں " نہ اور نا" کے استعمال کے مسائل

نہ اور نا دونوں حروفِ نفی ہیں " نہ " کا استعمال نہیں اور مت کے معنوں میں ہوتا ہے۔ مثلاً نہ کرو، نہ سنو، نہ ہمیشہ جملے کے شروع اور درمیان میں آئے گا آخر میں نہیں۔ جیسے نہ تم آئے نہ کھانا کھایا۔ تم نہ بیٹھے۔ اسی طرح " نا " کا استعمال جب کسی بات کی تاکید کی جاتی ہے تو کیا جاتا ہے۔ یہ زیادہ جملے کے آخر میں استعمال ہوتا ہے۔ شروع میں استعمال کرنا غلط ہے۔

" نا " کو اگر جملے سے ہٹا دیا جائے تو معنی تبدیل نہیں ہو گا جبکہ " نہ " کو ہٹانے سے معنی بالکل الٹ ہو جائے گا۔ جیسے وہی ہوا نا جس کا ڈر تھا۔ اس میں نا کو اگر ہٹا بھی دیا جائے تو معنی تبدیل نہیں ہو گا۔ مگر کچھ نہ سنو تو بہتر ہے۔ اس جملے میں نہ کو ہٹا دینے سے معنی بالکل بدل جائے گا۔

" کے اور کہ " کے استعمال کے مسائل

" کے " کا لفظ اضافت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بعد عموماً جمع اسم آتا ہے۔ اس کے دو معنی مراد لیے جاتے ہیں۔

1۔ کا۔ کی۔ کے والا کے یعنی مضاف کے جمع ہونے کی صورت میں حرفِ اضافت جیسے ضیافت کے اضافے۔

2۔ دو افعال کے درمیان " کر " کے بجائے " کے " کا استعمال کیا جاتا ہے مثلاً بیٹھ کے کھایئے۔

کہ کا استعمال زیادہ تر جملوں میں ربط کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے معنی کے لیے آتا ہے۔ جیسے بل، جب، چوں، کیوں، تا، جو کے بعد آتا ہے۔

مزید چند مثالیں۔۔ وہ آیا کہ نہیں۔

کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ غلط ہے۔

خیال رہے کہ معاملہ زیادہ خراب ہو سکتا ہے۔

سرسید کے کارناموں میں ان کی ادبی خدمات کو ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ انھوں نے سترہ سال کی عمر سے لکھنا شروع کر دیا اور وفات تک مسلسل لکھتے رہے۔ اس عرصے میں انھوں نے بہت سی کتابیں لکھیں اور بہت سی لکھی ہوئی کتابوں کی تصحیح کر کے انہیں شائع بھی کیا۔ سرسید نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا اور ہر موضوع کی مناسبت سے مناسب زبان و بیان اپنایا۔ اگر کسی بات کی تائید کرتے تو اس کے لیے دلائل لاتے اور اگر کسی بات کی تحقیق کرتے تو اس کے کسی جزو کو نہیں چھوڑتے۔ کسی بھی ادیب کی انفرادیت اس کے اسلوبِ بیان سے واضح ہوتی ہے۔ سرسید کا اسلوب ہی ان کی ادبی پہچان ہے۔ جس طرح سے انھوں نے الفاظ کا چناؤ کیا۔ ان کی تحریر میں کہیں بھی جھول نظر نہیں آتا۔ لسانی حوالے سے ان کی ایک الگ اہمیت ہے جس میں حروف کے استعمال کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مقالاتِ سرسید میں درج ذیل حروف کے استعمال کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

حروف ربط کا استعمال

1۔ حرف اضافت

2۔ حرف فاعلیت

3۔ حرف مفعولیت

4۔ حرف جار

حروف تخصیص

حروف عطف

حروف فجائیہ

حروف استفہام

حروف استدراک

حروف علت

حروف ندا

حروف تاسف

حروف شرط

حروف استثناء

حروفِ ربط کا استعمال

مقالاتِ سر سید میں حروفِ ربط کا بہت خوبصورت استعمال کیا گیا ہے۔ حروفِ ربط میں حرف اضافت، کا۔ کی۔ کے، حرف فاعلیت نے، حرفِ مفعولیت کو اور حروفِ جار یعنی میں۔ سے۔ تک۔ ہر۔ پر۔ اوپر۔ نیچے۔ ساتھ۔ پاس۔ لیے وغیرہ شامل ہیں۔۔

حرفِ اضافت کا استعمال۔۔

> " تعلیم کی ضرورت اب علی العموم تسلیم کی جاتی ہے اور جو مباحثے اس باب میں ہو رہے ہیں وہ کچھ خاص اصول سے متعلق نہیں ہیں بلکہ اس کے عمل درآمد کے طریقہ سے مخصوص ہیں۔ اب ہندوستان کی تعلیم کیسی ہی کیوں نہ ہو مگر وہ ان تمام مقاصد کے حاصل کرنے کو جن کی ہمیں ضرورت ہے ہنوز کافی نہیں ہے۔"
>
> 1

ان کے ذریعے۔ وہاں کے کارخانوں۔ وہاں کے کارخانہ جات۔ عقلی تحقیقات کے واسطے۔ کی جانب۔ وہاں کے علمی مجمعوں۔ اس بات کا سبب۔ یورپ کی تعلیم کے فائدے۔ اس کے گرد و پیش۔ اس کے ہم عصر۔۔ ایسوسی ایشن کے ممبر۔ طالب علموں کے انتخاب۔ ایسوسی ایشن کی کاروائی کے لیے۔ ایف اے کا امتحان۔ اس کا بھیجنا۔ ان کی عزت کا باعث ہے۔ اعلیٰ درجے کا علم۔ اس کے لیے۔ زندگی بسر کرنے کے لیے۔ درجہ کے امیر۔ باتوں کے مہذب۔ قوم کے لوگ۔ ان کے سامنے۔

اعلیٰ درجے کی تعلیم۔ توجہ کی ہے۔۔ وہاں کی یونیورسٹیوں۔ لوگوں کی دوستی۔ مثال کی ضرورت۔ قائم کی ہیں۔ شخصوں کی امداد۔ یورپ کی قوموں کی طبیعت۔ ایشیا کی قوم۔ قوموں کی رسومات۔ انسان کی طبیعت۔ کی عادت۔ بیگمات کی زندگی۔ فرشتوں کی مانند۔ نیکی کی طرف۔ بدی کی طرف۔ مصر کی گورنمنٹ کی نسبت۔ مصر کی خوبصورتی۔ ترقی کی حالت لوگوں کی حیثیت۔

ترقی کرنے کا مانع۔ مصر کا بڑا بیٹا۔ جس کا نام۔ معاش کا ذریعہ۔ کرنے کا حال۔ معاملہ کا ذکر۔ قوم کا ذکر۔ حالات کا ایک خاص۔ دھوئیں کا پمپ۔ ہر قسم کا ہنر۔ نکلنے کا لباس۔ باہر نکلنے کا عام رواج ہے۔ پھیلنے کا ایک۔ یورپ کا عمدہ۔ ان کا حال۔ ان کا لہجہ۔ جس کا گریبان۔ حالت کا نمونہ۔ شکایت کا کوئی حق نہیں۔ تجارت کا کام۔

حرفِ فاعلیت کا استعمال (نے)

جنھوں نے ہندوستان۔ اس نے اپنے اخلاق سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ جو انھوں نے عمدہ سوسائٹی سے حاصل کی ہے۔ جس نے ان کو حاصل کیا ۔ گورنمنٹ نے جو یہ نظیر قائم کی۔ اس نے کہا کہ آپ اپنے ملک میں نہیں۔ میں نے سنا۔ میں نے اب اپنے دل میں کسی چیز کی خواہش کرنا ترک کر دیا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ شیعوں نے اس سے بڑھ کر کام کیا۔ نیک دل آدمی نے اتفاقیہ ان کے ساتھ کھالیا۔

حرفِ مفعولیت کا استعمال (کو)

ان کو حاصل ہے۔ جس کو بھی۔ لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہو۔ لڑکے کو اس غرض سے ولایت بھیجا۔ جن لوگوں کو یورپ بھیجا۔ منتخب لوگوں کو دیا جاوے گا۔ گورنمنٹ کو بھی اطلاع دے گی۔ جو اس کو مناسب معلوم ہو۔ یورپ کو جاویں۔ ان کو مدد نہیں ملے گی۔ ہر ایک ممبر کو اختیار ہو گا۔ طالب علموں کو تحصیل علم کرنے میں مدد دے۔ بادشاہ کو مغلوب کیا۔ اس کو شکست دی۔ ملکوں کو فتح کرتا۔

حروفِ جار کا استعمال (میں۔ سے۔ تک۔ پر۔ لیے۔ پاس۔ وغیرہ)

جو وسعت ان کے پیشہ سے ان کی آمدنی میں تھی وہ سب پر ظاہر ہے۔

ان سب امور پر غور کر کے جو مناسب سمجھیں اس کو اختیار کریں۔

جو اس کے لیے ہے۔ حاصل کرنے کے لیے ہے۔ سروس کے نام سے مقلب ہے۔ نہ اس سے علم کی ترقی ہے۔ ہماری واقفیت میں کچھ نہیں۔ اپنے لیے اور ملک کے لیے۔ اس مقام پر۔ اس سے بدتر کوئی کام نہیں۔ مطلب کے لیے بھیجا جاوے۔ ولایت کی تعلیم میں خرچ نہیں پڑے گا۔ جہاں تک ہم کو خیال ہے۔ نہ اس سے کوئی علم اعلیٰ درجے پر قائم ہوتا ہے۔

ہندوستان میں اپنا نظیر نہ رکھتا ہو کم سے کم یہ کہ جن لوگوں نے صرف ہندوستان میں تعلیم پائی ہے اور اعلیٰ درجہ تعلیم میں پہنچ گئے ہیں۔ جمع کرنے میں اپنی خاص فیاضی سے مدد دیں۔ ہزار فائدوں سے واقف ہیں۔ ہم ان کی گردش کو اپنی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اسلام سے غلطی سے قرار دیا ہے۔ غول کبوتروں کا اس کے اوپر سے اندر گھستا ہے اور دروازے سے نکلتا ہے۔ اگلے زمانے میں۔ آسمان اور زمین کے بیچ میں پیدا ہو جاتے۔ اب مشاہدے سے کہ بذریعہ دوربین ثابت ہوا ہے۔ حکمائے یونان سے بھی اوپر ہو جاتے ہیں۔ دم دار ستارے بھی متعدد ہیں اس لیے متعدد سمتوں پر حرکت کرتے ہیں۔

اس طرح پر حرکت کرنا ناممکن ہوتا یا ان کی حرکت سے تمام آسمان شیشے کی طرح چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ دوربین کے ذریعے سے دکھائی دیتا ہے۔ جس میں سے سب چیزیں نکل جاتی ہیں۔ جیسے پانی یا ہوا یا اس سے بھی زیادہ جسم لطیف۔ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں۔ اب یہ بات بھی جاننی چاہیے۔ میری دانست میں ایسا نہیں رہا۔

حروفِ تخصیص

ایسے حروف جو کسی اسم یا فعل کے ساتھ آکر اس میں خصوصیت کے معنی پیدا کریں۔ "حروفِ تخصیص" کہلاتے ہیں۔ ان میں درج ذیل حروف آتے ہیں۔۔

(ہر۔ ہر کسی۔ ہی۔ بس۔ فقط۔ تنہا۔ صرف۔ محض وغیرہ)

مقالاتِ سرسید سے ان کی مثالیں لی گئی ہیں۔۔

سچ پوچھیے تو ان میں کچھ ہوتا ہی نہیں ہے۔ آخر کار ہم کو ملحد ٹھرا ہی دیا۔ اودھ اخبار نے اس کی ویسی ہی قدر دانی کی ہے۔ جناب صاحب مجسٹریٹ بہادر کسی وقت تدبیر سے غافل نہیں۔ نہ ملنا کسی ایسی آیت کا۔ ہر قسم کے مضامین اور خیالات عمدگی سے ادا ہو سکتے ہیں۔ ہر جگہ ان کے قائم کرنے کا چرچہ ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ وہ سرف ایک مذہب ہے۔ اسلام جس کا مزا صرف لوگوں کی زبان پر رہ گیا ہے۔ اسلام کو صرف زبان سے ہی نیک نہ کہا جاوے۔ اس لیے تو یہی کہنا بس ہے۔ اگر صرف ماتھے پر گٹا ڈال لینا مقصود ہے تو وہ تو پوری روسیاہی ہے۔ پس اس میں چندہ دینا محض بے فائدہ ہے۔ یہ صرف ان کی دھوکہ دہی ہے۔ ہر ایک کالج کے ساتھ ایک گرجا ہے۔ انھوں نے صرف یہ چاہا۔ اس کا ہر ایک ٹکڑا آسمان ہے۔ وہ چلتے ہوئے بھی ہر ایک کو محسوس ہوتے ہیں۔ مولوی مہدی علی کی زبان نے صرف اتنا ہی کہنا مناسب سمجھا۔ اس سے صرف معدوم ہونا ہے۔ قرآن کی ہر بات میں یہ امر ملحوظ ہے۔ ہر کوئی ان کو دیکھتا ہے۔

حروفِ عطف:۔

حروف عطف وہ حروف ہوتے ہیں جو دو اسموں یا دو جملوں کو آپس میں ملاتے ہیں۔ سرسید نے اپنے مقالات میں ایسے جملے لکھے جو بہت طویل ہیں اور ان میں حروفِ عطف کا استعمال بہت اعلیٰ کیا ہے تاکہ قاری کو بات مکمل سمجھ آجائے۔ اور۔ و۔ پھر۔ بھی۔ نیز)

سر سید نے اپنے مقالات میں ان حروف کا استعمال بہت زیادہ کیا ہے۔ جن کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔۔۔

" اس کی بہت روشن دلیل یہ ہے کہ ہماری قدردان گورنمنٹ نے خیر خواہ مسلمانوں کی کیسی قدر و منزلت اور عزت اور آبرو کی ہے۔ انعام و اکرام اور جاگیر اور پینشن سے نہال کر دیا ہے ترقی عہدہ اور افروزنی مراتب سے سر فراز کیا ہے۔ پھر کیا یہ ایسی بات نہیں ہے کہ مسلمان نازاں نہ ہوں اور دل و جان سے ہماری گورنمنٹ کے شکر گزار اور ثناخواں نہ ہوں۔" 2

نیک اور درست۔ توالد اور تناسل۔ دولت مند اور ذی رتبہ اور باوجاہت اور صاحب وقار اور نہایت نامی اور مشہور تاجر۔ اطوار اور چلن۔ اعتبار اور اعتماد۔ مقتدا اور پیشوا۔ تعظیم اور توقیر۔ گروہ اور مرکز۔ تربیت اور ہدایت۔ لازمہ اور ذریعے۔ تدبیروں اور انتظام۔ عالی ہمت اور عالی حوصلہ۔ جانفشانی اور جانکاہی ۔ قوتوں اور ذریعوں۔ دلی رغبت اور نیک نیتی اور مستعدی۔ کامیابی اور اقبال مندی۔ عام اور خاص۔ ظاہری اور باطنی۔ تربیت اور تعلیم۔ اچھے اطوار اور اچھی تربیت۔ ارتباط اور ربط ضبط۔ شریک اور متفق۔ اطوار اور طریقوں۔ دیکھا بھالا اور سوچا سمجھا۔ نیک اور دیانت۔ طبیعت اور نیت۔ ناجائز اور مضر۔ گھٹانے اور مٹانے۔ فائدہ و فلاح۔ فنا اور بد اخلاقی۔ شان و شوکت اور دولت۔ میلوں اور تماشوں اور تہواروں۔ سستی اور کاہلی۔ اخلاق و عقل اور مال و متاع۔ غیر مادی اور غیر محسوس۔ نہایت عمدہ اور شاندار۔ دولت مند اور ذی وقار۔ قدر و منزلت اور ماہیت۔ وسیع اور اچھی۔ نہریں اور سڑکیں۔ دریا اور سڑک۔ نفع اور بہبودی۔ خرچ اور لاگت۔ معقول اور مفید۔ پنجاب اور بنگالہ۔ خیال اور استعمال۔ صداقت اور دیانت۔ اقبال اور کامیابی۔ معدنیات اور فلزات۔ سچی اور عمدہ۔ قصبوں اور شہروں ۔ جسم اور روح۔ استقلال اور ثبات۔ اندھیرا اور تاریکی۔ جاں فشانی اور کوشش۔ فراخ اور صاف۔ دولت مند اور ذی رتبہ۔ بہبودی اور کامیابی۔ عزت اور اختیار۔ رعایت اور حفاظت۔ متفق اور مجتمع۔ معقول اور مضبوط۔ دیسی زبان اور انگریزی زبان۔ توانا اور تناور۔ مردوں اور عورتوں۔ بے موقع اور بت اثر۔ محنت اور مشقت اور سختی۔ سکھانے اور سمجھانے۔ امیروں اور بڑے آدمیوں۔ علوم اور فنون۔ ترقی اور عظمت۔ بخشش اور فیاضی۔ گرمی اور جوش۔ ملائم اور ٹھنڈی۔ سلیم اور حلیم اور بے شر۔

" پھر رفتہ رفتہ اور قوموں نے بھی شروع کر لیا اور فارسی لکھنے پڑھنے کا ہندوؤں میں بھی رواج ہو گیا۔" 3

عمدہ اور صاف۔ کلکتہ اور لاہور اور آگرہ۔ حجت اور شک و شبہ۔ ہر قسم اور ہر استعداد۔ ہر جوں اور دقتوں۔ روحانی اور مذہبی۔ نہایت دانا اور اچھے۔ پھیکا اور بدروپ۔ مقدس اور معزز۔ غور اور تمیز۔ کسی ڈھب اور کسی طریقے۔ فخر اور امتیاز۔ فخر اور عزت۔ شائستہ اور تعلیم یافتہ۔ مزاج اور سیرت اور طبیعت اور خصلت۔ خون اور گوشت۔ سکونت اور توطن۔ تربیت اور شائستگی۔ ہم دردی اور مددگاری۔ فصاحت اور بلاغت۔ تربیت اور کاملیت۔ جلاکاری اور تراش خراش۔ غفلت اور نیند۔ رسموں اور عادتوں۔ خلقی اور عملی۔ حرکات اور افعال۔ غذا اور مسکن۔ بزرگوں اور عقلمندوں۔ ذی علم اور رئیس۔ حمد اور نعت۔ تباہی اور بربادی۔ دیسی اور پردیسی۔ امنیت اور وثوق۔ مسلم اور ناطق اور معتبر۔ عزت اور اطاعت۔ اعانت اور عنایت۔ اظہار سرور اور ادائے شکر۔ حالیہ اور آئندہ۔ ہوشیاری اور دیانت اور شرافت۔ وزراء اور ممبرانِ مجلس۔ خوشی اور شادمانی۔ روحانی اور جسمانی۔ دینی اور دنیاوی۔ نیک اور متدیّن۔ پھلا اور پھولا اور بار آور۔ ہندو اور مسلمان ۔ بے جا اور بے انتہا۔ رتبہ اور اختیار۔ عمدہ اور خوبصورت۔ خیالی اور منطقی۔ لطیف اور دقیق اور مخفی۔ تیز اور سخت اور دیرپا۔ حیران اور پریشان۔ صداقت اور راست بازی۔ میٹنگیں اور مجلسیں۔ جائدادیں اور جاگیریں۔

"اور تحقیق ہو جاوے گا کہ ہندوستان میں اگر کوئی قوم مذہب کے رو سے اعادت اور مزاج کے رو سے عیسائیوں سے محبت اور اخلاص اور ارتباط اور یگانگت کر سکتی ہے تو مسلمان ہی کر سکتے ہیں۔" 4

دل جوئی اور خاطر مدارت۔ غدار اور دشمن۔ حمایت اور ہمدردی۔ بے قصور اور بے گناہ۔ لوگوں کی طبیعت اور طینت اور ارادہ اور عزم اور رسم و رواج اور خصلت اور جبلت۔ دن اور رات۔ مکھی اور مچھر۔ ڈر اور خوف اور ناراضی۔ حسرت اور افسوس۔ ریاستیں اور حکومتیں۔ والیان اور رئیسان۔ اخلاق اور اوصاف اور استحکام اور عہود اور رعایا پروری اور امن وستائش۔ حالات اور اقتدار اور اختیار۔ شراب خوری اور تماش بینی اور ناچ اور رنگ دیکھنے۔ بدرویہ اور بد اطوار ۔ پیشوا اور مقتدا۔ بہکانے اور ورغلانے۔ جبر اور ظلم۔ ارادہ اور نیت۔ نامناسب اور قابلِ اعتراض۔ اسلوبی اور خوبی اور پائیداری۔ وہمی اور قیاسی۔ مفید اور کار آمد ۔ عزت اور زینت۔ علماء اور نیک، خدا پرست، رحمد دل، نیک خصلت۔ ترقی اور تنزل۔ ملکی اور قومی۔ راست بازی اور شائستگی۔ خیالات اور رائیں۔ محرم اور گناہگار ۔ ظلمت وضلالت۔ اجتہادات اور قیاسیات۔ جبلت اور فطرت۔ کفر وشرک۔ ظلم وضلالت۔ دعا اور ندا۔ لونڈی اور غلام۔ استعداد اور استعانت۔ روشن اور بلند۔ معجزات اور استجابت۔ قاعدوں اور تجربوں۔ نئے طرز اور نئے مضمون۔ بوڑھے اور جوان۔ باپ اور بیٹے۔ کھیلنے اور کودنے۔ بد اخلاقی اور بد نیتی۔ عزت اور وقعت ۔ اقوال اور افعال۔ بھدا اور کند۔ عمدہ اور مفید۔ صاف اور شستہ۔ آنکھ اور دل اور کان۔ قیاسیات اور اجتہادات۔ غذا اور مسکن۔ مفید اور کارآمد۔ کتابی اور دماغی۔ سوداگری اور تجارت۔ دلی اور روحانی۔ جبہ اور کرتہ۔ کمزور اور ناکارہ۔ ذی عقل اور ذی شعور۔ ہم وطنوں اور ہم قوموں۔ عزت اور دولت۔ روائداروں اور مباحثوں۔ خوبی اور عمدگی۔ نازک اور باریک۔

" دوسری قسم کا انعام وہ تھا جو بادشاہ اپنے خیر خواہ نوکروں اور فتح نصیب سرداروں، اپنی نوعیت کے علماء اور صلحاء اور فقراء اور شعراء اور خانہ نشینوں اور بے رزقوں کو دیتا تھا۔ اس قسم کے انعام کی سب خواہش رکھتے ہیں اور اسی کے نہ ہونے سے ناراض ہیں۔" 5

سرسید نے نہ صرف دو لفظوں کو ملانے کے لیے " یا" کا استعمال کیا ہے بلکہ مختلف جملوں کو بھی ملانے کے لیے " یا" کا استعمال نہایت خوبصورتی سے کیا ہے کہ قاری عبارت کی روح تک پہنچ جاتا ہے۔۔

" اس سبب سے کہ وہ اپنے سرکاری کام کو نہایت لیاقت کے ساتھ انجام دے اور یا اس سبب سے کہ اس کی عمدہ تربیت یافتہ عقل اور زیادہ تر قوی دماغ سے اس کے ہم عصروں پر ایک مفید اثر پہنچے گا یا غالباً اس سبب سے کہ وہ بڑی بڑی تحقیقاتیں اور نئی نئی ایجادیں کر سکے گا۔" 6

برہمن یا مولوی یا کوئی پیر فقیر۔ قوم یا مذہب۔ غرور یا اعتقاد۔ لیاقت یا خوبی۔ اصلی یا دقیق۔ صحیح یا غلط۔ واجب یا ناواجب۔ چالاک یا جاہل۔ عرضی یا اپیل۔ کھیل یا ہنسی۔ پیغمبروں یا دیوتاؤں۔ بھلائی یا برائی۔ اچھا یا برا۔ سخت یا سست۔ ملائم یا ناملائم۔ جا یا بے جا۔ انسان ہو یا حیوان، شجر ہو یا ہجر۔ مدرسوں یا سکولوں۔ بگاڑنے یا سنوارنے۔ قومی تربیت یا قومی ترقی۔ منطقی یا فلسفی۔

حروف فجائیہ:

فجائیہ اچانک آجانے والی آواز کو کہا جاتا ہے۔ خوشی، غمی یا جوش وجذبے کے موقع پر اچانک زبان سے نکلنے والے حروف کو " فجائیہ " کہتے ہیں۔ ان میں درج ذیل حروف آتے ہیں

اے کاش! اگر تم ایسا نہ کرتے تو یہ روز بد جو تم کو بسزائے تمھارے اعمال کے نصیب ہوا ہے کیوں ہوتا۔ 7

حروفِ ندا:

وہ حروف جو پکارنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں حروفِ ندا کہلاتے ہیں۔ سرسید کے مقالات میں ان حروف کا استعمال حسبِ ضرورت بہت مناسب کیا گیا ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔۔۔

اے خدا!۔ الٰہی!۔ اے میرے پیارے اللہ!۔ جنابِ عالی!۔ اے میرے ہم وطن بھائیو!۔ اے میرے دوستو!۔ ہندوستان میں رہنے والے مسلمانو! اے عزیزو!۔ اے بھائیو!۔ اے میری قوم کے لوگو!۔ بھائیو!۔ اے ہندو اور مسلمانو!۔ اے صاحبو!۔ اے ناخدا ترس مسلمانو!۔ ہاں حضرت!۔ سیدنا و مولانا!۔ جنابِ من!۔ حضرت!۔ او خدا!۔ اے جنابِ اغلب!۔ لو صاحب!۔ ارے کم بخت متعصبو!۔

> ''اے امریکہ والو! تم ایسے ہو جیسے لوگوں کے حق میں عمرو بن العاص صحابی نے کہا تھا کہ فتنے کے وقت تحمل کرنے والا اور مصیبت کے وقت جلدی ہوشیار ہونے والا اور جلدی لوٹنے والا بعد منہ پھیرنے کے اور یتیم اور مسکین اور ضعیف پر بھلائی کرنے والا اور بادشاہوں کے ظلموں سے بہت بچے ہوئے۔''8۔

حروفِ استفہام:

ایسے حروف جو کسی بات کے پوچھنے یا دریافت کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

کیا دھوکے کی چیز ہے؟ کیا بھلاوے میں پڑے ہیں؟ جو سمجھتے ہیں کہ دوسروں کی مصیبت میں مدد کرنا ہے۔ کیا قدرت کا کوئی کام بے فائدہ ہے؟ نہیں، گو ہم بہتوں کے سمجھنے سے عاجز ہیں۔ کیا ہم اس فائدے میں شریک نہیں؟ نہیں، بے شک واسطہ یا بلاواسطہ یا واسطہ در واسطہ شریک ہیں۔ پھر دوسرے کی مدد کرنا کہاں رہا؟

ہم چاہتے ہیں کہ یہ حال اچھی طرح معلوم ہو کہ کون کون باغی ہوئے اور کون کون خیر خواہ سرکار رہے اور کون لوگ باغیوں کے ساتھ ہاتھ سے مارے گئے اور کس نے سرکار سے تدارک پایا؟ اور کس کو انعام ملا خصوصاً دریافت احوالِ اشخاص مفصلہ ذیل اکابر ضرور ہے کہ کس طرح پیش آئے اور کیا حال رہا اور اب کہاں ہیں؟

ہم کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کو کیا کریں گے؟

کوئی اس کی وجہ بتا سکتا ہے کہ جن چیزوں سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ وہی چیزیں کیوں بجلی کو روک لیتی ہیں۔ مقناطیس کیوں لوہے کو کھینچتا ہے؟ اور کس قطب نما کی سوئی قطب کی طرف رہتی ہے؟ چیچک کے لیے اس چیچک سے ٹیکہ لگانے کے بعد کیوں چیچک نہیں نکلتی؟

حروفِ استدراک:

کسی بھی شک یا شبہ کو دور کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ البتہ۔ اگرچہ، بلکہ۔ پر۔ پہ۔ تو۔ سو۔ گو۔ لیکن شامل ہیں۔

> ''گو کیسی ہی عمدہ تبدیلیاں گورنمنٹ یا انتظام میں کی جاویں وہ تبدیلیاں فانوس خیال سے کچھ زیادہ رتبہ نہیں رکھتیں، جس میں طرح طرح کی تصویریں پھرتی دکھائی دیتی ہیں، مگر جب دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔9

اور جو لوگ کسی قدر عاقل یا مہذب ہیں تو وہ صرف صدمہ نہیں اٹھاتے، بلکہ ایک بڑی شرم و ندامت اٹھاتے ہیں۔

بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے ہم ناواقف ہیں، البتہ ان لفظوں سے وہ نتیجہ حاصل کرتے ہیں۔

اگرچہ ہم ان روایتوں کو نہیں مانتے اور ضعیف بلکہ موضوع سمجھتے ہیں۔

جس کی تقلید علمائے اسلوم نے کی ہے، گو کہ بسبب کسی خاص وجہ کے ان کی ایک آدھ بات سے اختلاف ہے۔

مگر اس سے کسی کا کچھ فائدہ نہیں، بلکہ اپنا ہی کچھ نقصان ہے۔

مگر جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے اگرچہ وہ کسی قدر ترمیم کے قابل ہے۔
بے شک وہ ہماری خلقت سے محکم تر اور شدید ہیں، لیکن اگر لفظ محکم سے سمجھا جاوے۔
تو اس سے ہم کو معاف رکھیں۔ مفسرین نے یہ معنی نہیں کہے بلکہ خدا بھی یہ معنی نہیں سمجھا۔
اگرچہ موجودات کے حالات میں نہایت پیچیدہ ہیں۔
پہلی بات گو صحیح ہو مگر ثابت نہیں ہے۔ لیکن اب دیکھنا چاہیے کہ اصل بات کیا ہے۔
گو ظاہر میں بے قاعدہ معلوم ہوں، لیکن اصل میں ایک بڑے عام انتظام کے جزو ہیں۔
لیکن تو اس کو بچا۔
اس زمانے میں اگرچہ بہ نسبت زمانہ سابق کے تاریخ کے آثار زیادہ طمانیت کے لائق موجود ہیں، مگر سوائے چند مثالوں کے وہ سب اب تک آثار ہی آثار ہیں۔
اس کے سوا جو کچھ لکھا ہے وہ نہایت تحقیقات سے اور بہت صحیح ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے سوا اس کے سپاہی اور کیا صلاح دیتے۔

حروفِ علت:

کسی بات کا سبب ظاہر کرنا تاکہ۔ پس۔ لہذا وغیرہ شامل ہیں۔۔

پس اگر بشریت سے ذرا بھی ایسی خطا ہو جاتی ہے تو سوائے اولاد کے مار ڈالنے کے اور کچھ چارہ نہیں ہوتا۔
10ے

لہذا ہم مجرم کو پھانسی کی سزا دیتے ہیں۔
پس یہ بڑی سوشل اور مذہبی بات ہے۔
پس سویلزیشن کی مختلف حالتوں کا فیصلہ وہ اسباب کر سکتے ہیں۔
پس جب تک یہ خیال نہ جاوے گا اور یہ خیال نہ آوے گا کہ ہم خود سوچیں کہ ہم کو اپنے لیے کیا کرنا چاہیے۔
پس ان تینوں عقیدوں کے جادوگر بذریعہ اعمال و پڑھنٹ کے کواکب کی تسخیر میں مشغول رہتے ہیں، تاکہ کواکب کو مدبر عالم ہیں اپنا تابع کر لیں۔

حروفِ شرط:

شرط کے معنی ہیں، وہ چیز جس پر کسی امر کا انحصار ہو۔ اصطلاح میں حروفِ شرط وہ ہیں جو جملہ شرطیہ کے آغاز کے طور پر آتے ہیں۔۔ اگر۔ اگرچہ۔ گر وغیرہ شامل ہیں۔

اگر کسی قسم کے واقعات کا قاعدہ دریافت نہیں ہوا ہے تو ہم کو یہ نہ کہنا چاہیے کہ یہ بے قاعدہ ہیں۔
پس اگر انسان کے واقعات کو اسی طرز پر دیکھیں تو بے شک ویسے ہی نتیجے حاصل ہوں گے۔
اگرچہ ہم اپنی رائے میں ان مدرسوں سے ان فوائد کے حاصل ہونے کی توقع نہیں رکھتے۔
اگر در حقیقت ہماری تحریروں نے ایسا اثر کیا ہو تو ہم کو یقین کرنا چاہیے کہ ہماری مراد حاصل ہو گئی۔

"انشاءاللہ اگر خدا سچ ہے اور قیامت درست ہے تو یہ معرکہ ہونا ہے، لیکن با ایں ہمہ اگر کوئی مباہلہ پر امادہ ہو
تو میں مباہلہ پر موجود ہوں۔
ہندوستان میں تو ایسی نالائقی اور خاک اڑتی ہے کہ نعوذ باللہ" 11ے

حروفِ نفی:(حاشاوکلا)

" جو امور کہ لونڈیوں اور قیدی عورتوں اور بے گناہ اہل عصمت کے ساتھ جائز سمجھے جاتے ہیں کیا وہ حقیقت میں نیک ہوسکتے ہیں؟ کیا وہ باتیں حرکات بہائم سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتی ہیں؟ کیا وہ کسی مذہب کے سچے ہونے اور خدا کے ہونے پر دلیل ہوسکتی ہیں؟ وہ دنیا کی آنکھ میں اس مذہب کی نیکی بٹھا سکتی ہیں؟ حاشاوکلا، بلکہ ایک لمحے کے لیے بھی یہ بات مانی نہیں جاسکتی کہ سچا مذہب جو خدا کی طرف سے اترا ہو اس میں ایسے امور جائز ہوں۔" 12؎

جن کے طالب علم مسجدوں میں پڑے ہوئے مانگ کر ٹکڑے کھاتے ہیں ہماری قوم کو کچھ فائدہ اور ہماری قومی عزت ہونے والی ہے۔ حاشاوکلا۔ میری غرض اس تقریر سے ان مدرسوں کی ہجو کرنا نہیں۔

حروف استثناء:

یہ حروف ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کرنے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ الا۔ پھر۔ مگر۔ سوا۔ ماسوا وغیرہ شامل ہیں۔

مگر اب مشاہدے سے ثابت ہوا۔ شاید جرم کرنے والوں کا دل ٹوٹ جائے اور پھر جرم کا کرنا یا نہ کرنا مخالف غرضوں پر منحصر ہوتا ہے۔ مگر یہ بات سمجھ لینی چاہیے۔ توریت کے لکھنے والے کوئی ہوں، مگر وہ بنی اسرائیل اور نوح کی اولاد میں تھے۔ وہ بہت قدیم ہیں، مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں۔ ہم زندہ پھر اپنے گھر تک آویں گے۔

" اس نے میری بیوی کو اٹھایا اور اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں رکھا۔ پھر وہ ہماری طرف مڑا اور ہم دونوں کے بیچ میں کھڑا ہو گیا۔" 13؎

پھر انھوں نے یعنی خداؤں نے مجھ کو لیا۔
یہی بنیاد پڑی خدا کے سوا اوروں کو خدا ماننے کی، مگر اب تک یہ ظاہر نہیں ہوا۔
وہ اس پر گواہ تھے، مگر یہ بات سمجھ لینی چاہیے۔
گو اس کی صورتیں مختلف دکھائی دیتی ہوں، الّا سب کی جڑ ایک ہی ہو گی۔
جو کچھ ہم نے لکھا شاید اس میں کچھ شک ہو، مگر جس بنیاد پر وہ قائم ہیں اس میں کچھ جھگڑا نہیں۔
جس کی طبیعت نہایت قوی تھی، مگر نہایت باریک۔
پہلی بات گو ٹھیک ہو، مگر ثابت نہیں ہے۔
کیا پھر ہم لوگ یہی نہیں کہتے کہ ان چیزوں کا وجود نہیں۔
اور پھر کوئی ایسا مورخ ملے گا جو اخلاق کی باتوں کے باقاعدہ ہونے سے انکار کرے گا۔
اور پھر ان کو آگ میں پکا لیا۔
مگر اس قصے میں جو نام آئے وہ غیر مانوس ہیں۔
یہی بنیاد پڑی خدا سے سوا اوروں کو خدا ماننے کی، مگر اب تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ نوح کی قوم میں بت پرستی جاری ہو گئی تھی۔
خدا نے اس کو پھر زندہ کیا، پھر بائیں قرن پر مارا گیا پھر مر گیا۔
بلاشبہ وہ بھی انسان کی ترقی اور تہذیب کا مثل مذہب غلط کے مانع قوی ہے، الّا سچا مذہب جیسا کہ ٹھیٹ مذہب اسلام ہے۔

دوسرے حضرت اگرچہ اندرونی نیکیوں کی جانب کسی قدر متوجہ ہیں الّا رسوم آبائی کے اس قدر پابند ہیں۔

حروف تکرار:

سرسید نے حروف تکرار کا بہت زیادہ استعمال کیا ہے۔ چونکہ ان کے جملے طویل ہیں لہذا کہیں تو ایک جملے میں تین بار بھی استعمال کیے ہیں۔ چند مثالیں یہ ہیں۔

عمدہ عمدہ طریقوں۔ ایسے ایسے سردار۔ بڑے بڑے خاندانوں۔ بڑی بڑی تدبیروں۔ بعض بعض مقاموں۔ بڑے بڑے زمیندار۔ چھوٹے چھوٹے راستے۔ عمدہ عمدہ کاموں۔ قسم قسم کے طریقے۔ بڑے بڑے خرچ۔ عمدہ عمدہ ملکوں۔ ایک ایک ہندوستانی۔ دور دور کے ملکوں۔ رفتہ رفتہ بناوٹ۔ کس کس طرح۔ ایسے ایسے فنون۔ عمدہ عمدہ علوم۔ مفید مفید مضمونوں۔ چھوٹی چھوٹی اور سستی اصول کی کتابیں۔ عمدہ عمدہ دقیق علوم۔ بڑے بڑے شہروں۔ خاص خاص کمیٹیاں۔ قریب قریب وہی رنگ۔ خاص خاص قوموں۔ ایک ایک فقرہ۔ ایسی ایسی عمدہ تصویریں۔ اور اور ہنروں۔ عمدہ عمدہ موتی۔ کیا کیا ہے۔ سیدھی سیدھی راہیں۔ بعض بعض قواعد۔ بھاری بھاری بوجھل۔ سخت سخت چیزوں۔ چھوٹی چھوٹی لکڑیاں۔ اور اور ملکوں۔ ایک ایک لفظ۔ ایک ایک حرف۔ کچھ کچھ۔ رفتہ رفتہ وہ اصول۔ بیان کر کر لوگوں کو چوکنا کر دیا۔ تعلیم سے آدمی آدمی نہیں بنتا۔ ہم سچ سچ کہیں۔ اس کے قریب قریب تو ہے۔ سچ سچ کہیں۔ بار بار چھیل دینا۔ کچھ دے دے۔ بڑے بڑے عالم۔ نئی نئی اور عمدہ عمدہ معلوماتیں۔ ٹھیک ٹھیک ہومیا پیتھی۔ تجربہ ہوتے ہوتے مدّت چاہیے۔ الگ الگ بتا سکتے ہیں۔ بڑی بڑی میٹنگیں۔ رفتہ رفتہ عام سرکشی۔ عملداری رفتہ رفتہ ہوئی۔ فلاں فلاں باغی۔ طرح طرح کے اہتمام لگاتے۔ مناسب مناسب وقت پر۔ مختصر مختصر رسالوں۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچ گئی۔ ہر شاخ کو جدا جدا بیان کرتے ہیں۔ اذ اذ کر کر بیان کیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مسدس خانے۔ جوڑا جوڑا ہو کر رہتے ہیں۔ بڑی بڑی قوموں۔ ساتھ ساتھ زیادہ ہوتے ہیں۔ علیحدہ علیحدہ جزوں۔ بڑی بڑی باتوں۔ بڑی بڑی کوشش۔ خاص خاص باتیں۔ کہیں کہیں اخلاق۔ بڑے بڑے حکیم۔ عمدہ عمدہ باتیں۔ کیسے کیسے عمدہ کام۔ پورا پورا اختیار۔ طرح طرح کی مشکلات۔ طرح طرح کے اہتمام لگاتے۔

> " یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے کہ بڑی بڑی باتوں کی تحقیقات کے لیے جزئیات کا استقراء کر کے کلیہ نکالتے ہیں اور خاص خاص باتوں سے عام قاعدہ نکالنے میں بڑی بڑی کوششیں کی جاتی ہیں، تاکہ وہ قاعدے دریافت ہوں جن کی رو سے وہ خاص خاص باتیں وقوع میں آتی ہیں، مگر مورخوں میں یہ طریقہ عام نہیں۔"
>
> 14ے

سرسید کے کاموں میں ان کے مضامین ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ ان مقالات و مضامین سے اردو ادب کو ایک نیا موڑ ملا۔ ان کی نثر کا لسانی جائزہ لینے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس طرح سادگی و سلاست سے اپنا مدعا بیان کرتے اور ان کے یہ الفاظ ایک مضبوط تحریک بن گئی۔

حوالہ جات

1۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید"، جلد ہشتم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، 1991ء، ص142
2۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد ہفتم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، 1991ء، ص42
3۔۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد ہفتم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، 1991ء، ص253
4۔۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد ہفتم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، 1991ء، ص40
5۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد نہم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، 1992ء، ص102
6۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد ہشتم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، 1991ء، ص144
7۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد ششم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، 1990ء، ص451
8۔۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد چہارم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع سوم، 2014ء، ص385

9۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد پنجم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم 1990ء، ص76
10۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد پنجم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم 1990ء، ص205
11۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد پنجم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم 1990ء، ص198، 85
12۔۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد چہارم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع سوم، 2014ء، ص398
13۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد ششم ، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، 1990ء، ص45
14۔ سرسید احمد خان، " مقالاتِ سرسید" جلد ششم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، 1990ء، ص10

1. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume VIII, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Tragqi Adab, Volume II, 1991, p. 142

2. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume VII, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Tragqi Adab, second edition, 1991, p.42

3. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume VII, Maulana Muhammad Ismail Pani Patti, Lahore, Majlis Traqhi Adab, Second Edition, 1991, p. 253

4. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume 7, Maulana Muhammad Ismail Panipati, Lahore, Majlis Tragqi Adab, second edition, 1991, p.40

5. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Vol. 9, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Traqhi Adab, Volume II, 1992, p. 102

6. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume VIII, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Tragqi Adab, second edition, 1991, p. 144

7. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume 6, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Traqhi Adab, Second Edition, 1990, p. 451

8. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume IV, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Tragqi Adab, Volume 3, 2014, p. 385

9. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume 5, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Traqhi Adab, second edition, 1990, p. 76

10. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume 5, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Traqhi Adab, Second Edition, 1990, p. 205

11. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume 5, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Tragqi Adab, second edition, 1990, p. 85, 198

12.Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume IV, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Tragqi Adab, Volume 3, 2014, p. 398

13. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume 6, Maulana Muhammad Ismail Pani Pati, Lahore, Majlis Traqhi Adab, Second Edition, 1990, p.45

14. Sir Syed Ahmad Khan, "Essays of Sir Syed", Volume 6, Maulana Muhammad Ismail Pani Patti, Lahore, Majlis Traqhi Adab, Second Edition, 1990, p. 10